عَرَب — محلِّ وُقوع اور قومیں

سیرتِ نبوی درحقیقت اس پیغامِ ربانی کے عملی پرَتو سے عبارت ہے، جسے رسُول اللہ ﷺ نے انسانی جمعیت کے سامنے پیش کیا تھا۔ اور جس کے ذریعے انسان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں اور بندوں کی بندگی سے نکال کر خدا کی بندگی میں داخل کر دیا تھا۔ چونکہ اس سیرتِ طیبہ کی مکمل صُورت گری ممکن نہیں جب تک کہ اس پیغامِ ربانی کے نزول سے پہلے کے حالات اور بعد کے حالات کا تقابل نہ کیا جائے اس لیے اصل بحث سے پہلے پیشِ نظر باب میں اسلام سے پہلے کی عرب اقوام اور ان کے نشو ونما کی کیفیت بیان کرتے ہُوئے ان حالات کا خاکہ پیش کیا جارہا ہے جن میں رسُول اللہ ﷺ کی بعثت ہُوئی تھی۔

عرب کا محلِ وقوع لفظ عرب کے لغوی معنی ہیں صحرا اور بے آب وگیاہ زمین۔ عہدِ قدیم سے یہ لفظ جزیرہ نمائے عرب اور اس میں بسنے والی قوموں پر بولا گیا ہے۔

عرب کے مغرب میں بحرِ احمر اور جزیرہ نمائے سینا ہے۔ مشرق میں خلیج عرب اور جنوبی عراق کا ایک بڑا حصّہ ہے۔ جنوب میں بحرِ عرب ہے جو درحقیقت بحرِ ہند کا پھیلاؤ ہے۔ شمال میں مُلک شام اور کسی قدر شمالی عراق ہے۔ ان میں سے بعض سرحدوں کے متعلق اختلاف بھی ہے۔ کُل رقبے کا اندازہ دس لاکھ سے تیرہ لاکھ مربع میل تک کیا گیا ہے۔

جزیرہ نمائے عرب طبعی اور جغرافیائی حیثیت سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اندرونی طور پر یہ ہر چہار جانب سے صحرا اور ریگستان سے گھرا ہوا ہے جس کی بدولت یہ ایسا محفوظ قلعہ بن گیا ہے کہ بیرونی قوموں کے لیے اس پر قبضہ کرنا اور اپنا اثر ونفوذ پھیلانا سخت مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قلب جزیرۃ العرب کے باشندے عہدِ قدیم سے اپنے جملہ معاملات میں مکمل طور پر آزاد و خود مختار نظر آتے ہیں حالانکہ یہ ایسی دو عظیم طاقتوں کے ہمسایہ تھے کہ اگر یہ ٹھوس قدرتی رکاوٹ نہ ہوتی تو ان کے حملے روک لینا باشندگانِ عرب کے بس کی بات نہ تھی۔

بیرونی طور پر جزیرہ نمائے عرب پُرانی دنیا کے تمام معلوم براعظموں کے بیچوں بیچ واقع ہے اور

خشکی اور سمندر دونوں راستوں سے ان کے ساتھ جڑا ہُوا ہے۔ اس کا شمال مغربی گوشہ، بَرّاعظم افریقہ میں داخلے کا دروازہ ہے۔ شمال مشرقی گوشہ یورپ کی کنجی ہے۔ مشرقی گوشہ ایران، وسط ایشیا اور مشرقِ بعید کے دروازے کھولتا ہے اور ہندوستان اور چین تک پہنچاتا ہے۔ اسی طرح ہر براعظم سمندر کے راستے بھی جزیرہ نمائے عرب سے جڑا ہوا ہے اور ان کے جہاز عرب بندرگاہوں پر براہ راست لنگرانداز ہوتے ہیں۔

اس جغرافیائی محلِ وقوع کی وجہ سے جزیرۃ العرب کے شمالی اور جنوبی گوشے مختلف قوموں کی آماجگاہ اور تجارت و ثقافت اور فنون و مذاہب کے لین دین کا مرکز رہ چکے ہیں۔

عرب قومیں

مؤرخین نے نسلی اعتبار سے عرب اقوام کی تین قسمیں قرار دی ہیں۔

(۱) عرب بائدہ —— یعنی وہ قدیم عرب قبائل اور قومیں جو بالکل ناپید ہوگئیں اور ان کے متعلق ضروری تفصیلات بھی دستیاب نہیں۔ مثلاً عاد، ثمود، طَسْم، جَدِیس، عَمَالِقَہ وغیرہ۔

(۲) عرب عَارِبَہ —— یعنی وہ عرب قبائل جو یَعْرُب بن یشجب بن قحطان کی نسل سے ہیں۔ انہیں قحطانی عرب کہا جاتا ہے۔

(۳) عرب مُسْتَعْرِبہ —— یعنی وہ عرب قبائل جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ انہیں عدنانی عرب کہا جاتا ہے۔

عرب عاربہ یعنی قحطانی عرب کا اصل گہوارہ ملک یمن تھا۔ یہیں ان کے خاندان اور قبیلے مختلف شاخوں میں پھُوٹے، پھیلے اور بڑھے۔ ان میں سے دو قبیلوں نے بڑی شہرت حاصل کی۔

(الف) حِمْیَر —— جس کی مشہور شاخیں زید الجمہور، قُضَاعہ اور سَکَاسِک ہیں۔

(ب) کہلان —— جس کی مشہور شاخیں ہمدان، اَنْمَار، طَیّ، مَذْحِج، کِنْدَہ، لَخْم، جُذَام، اَزْدِ اَوْس، خَزْرَج اور اولادِ جفنہ ہیں، جنہوں نے آگے چل کر ملک شام کے اطراف میں بادشاہت قائم کی اور آلِ غسان کے نام سے مشہور ہوئے۔

عام کہلانی قبائل نے بعد میں یمن چھوڑ دیا اور جزیرۃ العرب کے مختلف اطراف میں پھیل گئے۔ ان کے عمومی ترکِ وطن کا واقعہ سیلِ عَرِم سے کسی قدر پہلے اس وقت پیش آیا جب رومیوں نے مصر و شام پر قبضہ کرکے اہل یمن کی تجارت کے بحری راستے پر اپنا تسلط جما لیا، اور بَرّی شاہراہ کی سہولیات غارت کرکے اپنا دباؤ اس قدر بڑھا دیا کہ کہلانیوں کی تجارت تباہ ہوکر رہ گئی۔

کچھ عجب نہیں کہ کہلانی اور حمیری خاندانوں میں چشمک بھی رہی ہو اور یہ بھی کہلانیوں کے ترکِ وطن کا ایک مؤثر سبب بنی ہو۔ اس کا اشارہ اس سے بھی ملتا ہے کہ کہلانی قبائل نے تو ترکِ وطن کیا۔ لیکن حمیری قبائل اپنی جگہ برقرار رہے۔

جن کہلانی قبائل نے ترکِ وطن کیا ان کی چار قسمیں کی جاسکتی ہیں۔

۱- **اَزْد** ـــــ انہوں نے اپنے سردار عمران بن عمرو مزیقیاء کے مشورے پر ترکِ وطن کیا۔ پہلے تو یہ یمن ہی میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہے اور حالات کا پتا لگانے کے لیے آگے آگے ہراول دستوں کو بھیجتے رہے لیکن آخر کار شمال کا رُخ کیا اور پھر مختلف شاخیں گھومتے گھماتے مختلف جگہ دائمی طور پر سکونت پذیر ہوگئیں۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ثَعْلَبہ بن عَمْرو اس نے اَوّلاً حجاز کا رُخ کیا اور ثعلبیہ اور ذی قار کے درمیان اقامت اختیار کی۔ جب اس کی اولاد بڑی ہوگئی اور خاندان مضبوط ہوگیا تو مدینہ کی طرف کوچ کیا، اور اسی کو اپنا وطن بنا لیا۔ اسی ثعلبہ کی نسل سے اَوْس اور خَزْرَج ہیں جو ثعلبہ کے صاحبزادے حارثہ کے بیٹے ہیں۔

حارثہ بن عَمْرو یعنی خُزاعہ اور اس کی اولاد یہ لوگ پہلے سرزمین حجاز میں گردش کرتے ہوئے مَرّ الظَّہران میں خیمہ زن ہوئے۔ پھر حرم پر دھاوا بول دیا اور بنُو جُرْہُم کو نکال کر خود مکہ میں بود و باش اختیار کرلی۔

عمران بن عَمْرو اس نے اور اس کی اولاد نے عمان میں سکونت اختیار کی اسلیے یہ لوگ ازدِ عمان کہلاتے ہیں۔

نصر بن ازد اس سے تعلق رکھنے والے قبائل نے تہامہ میں قیام کیا۔ یہ لوگ اَزدِ شَنُوءَہ کہلاتے ہیں۔

جفنہ بن عَمْرو اس نے ملک شام کا رُخ کیا۔ اور اپنی اولاد سمیت وہیں متوطن ہوگیا۔ یہی شخص غسّانی بادشاہوں کا جَدِ اعلیٰ ہے۔ انہیں آلِ غَسّان اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے شام منتقل ہونے سے پہلے حجاز میں غَسّان نامی ایک چشمے پر کچھ عرصہ قیام کیا تھا۔

۲- **لخم و جذام** ـــــ ان ہی لخمیوں میں نصر بن ربیعہ تھا جو حیرہ کے شاہانِ آل مُنذِر کا جدِ اعلیٰ ہے۔

۳- **بنو طَئ** ـــــ اس قبیلے نے بنو اَزد کے ترکِ وطن کے بعد شمال کا رخ کیا اور اجا اور سلمیٰ نامی دو پہاڑیوں کے اطراف میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہوگیا، یہانتک کہ یہ دونوں پہاڑیاں قبیلہ طی کی نسبت سے مشہور ہوگئیں۔

۴- **کِنْدہ** ـــــ یہ لوگ پہلے بحرین ـــــ موجودہ اَلْاَحْسَاء ـــــ میں خیمہ زن ہوئے۔ لیکن مجبوراً وہاں